روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۱۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۳۷ | جمعرات - ۱۲ - محرم - ۱۴۱۵ھ ' ۲۳ - احسان ۱۳۷۳ ہش ' ۲۳ - جون ۱۹۹۴ء

بیعت سے اصل مدعا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے

بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دیکر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو۔ اور اس طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کی دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پاکر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

حضرت بانی سلسلہ کے رفیق حضرت مولوی محمد حسین انتقال فرما گئے

بیت المبارک میں نماز جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی

بہشتی مقبرہ میں قطعہ رفقاء میں سپرد خاک کیا گیا

جنازہ اور تدفین میں ربوہ کے علاوہ دور و نزدیک کے سینکڑوں احباب کی شرکت

ربوہ: ۲۱۔ جون۔ احباب جماعت کو انتہائی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق اور جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) مورخہ ۱۹۔ جون ۱۹۹۴ء کو رات ساڑھے دس بجے اسلام آباد میں انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ایک سو ایک برس کے قریب تھی۔ آپ کی نماز جنازہ اسی رات سوا تین بجے بیت الذکر اسلام آباد میں ادا کی گئی جس کے بعد جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ جہاں پر آپ کے ایک صاحبزادے کی جرمنی سے آمد کے انتظار میں اگلے روز ۲۱ جون بعد از نماز عصر بیت المبارک میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اس میں اہل ربوہ کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ دور و نزدیک سے آئے ہوئے احمدیوں کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں قطعہ خاص برائے رفقاء حضرت بانی سلسلہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے دعا کرائی۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحب عرصہ قریباً دو سال سے بیمار تھے۔ ایک سال قبل آپ کے صاجزادے مکرم رانا محمد اقبال صاحب بینک مینجر آپ کو اپنے ہاں اسلام آباد لے گئے۔ جہاں آپ محترم لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ محمود الحسن صاحب اور بریگیڈئر ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کے زیر علاج رہے۔ عرصہ دس ماہ سے آپ کو پراسٹیٹ کی تکلیف تھی جس کے نتیجہ میں مثانہ میں انفکیشن ہو گئی ۱۵ دن قبل انفکیشن زیادہ ہو گئی تھی تاہم آخری روز تک آپ کی یادداشت اور ہوش و حواس پوری طرح بحال تھے۔ اس روز مغرب کے وقت زیادہ تکلیف ہو گئی۔ آپ کو ملٹری ہسپتال منتقل کرنے کا خیال ہوا مگر حالت زیادہ بگڑ گئی اور رات ساڑھے دس بجے آپ اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو گئے۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحب ۱۹۸۳ء میں آسٹریلیا تشریف لے گئے' ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جشن تشکر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر برطانیہ گئے۔ اور ۱۹۹۱ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی قادیان آمد کے موقع پر قادیان تشریف لے گئے اور ان تمام مقامات پر آپ نے احباب جماعت کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واقعات سنائے۔

وفات کے بعد آپ کا جسد خاکی مسلسل ائرکنڈیشنڈ میں رکھا گیا۔ آپ کا چہرہ اور جسم وفات کے ڈیڑھ دن بعد بھی تر و تازہ تھا اس لئے ڈاکٹر صاحبان نے آپ کے صاجزادہ کے انتظار میں تاخیر کی اجازت دے دی۔

حالات زندگی: حضرت مولوی محمد حسین صاحب یکم جنوری ۱۸۹۳ء کو بلھووال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم کا نام میاں محمد بخش صاحب تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے ۱۹۰۲ء میں بیعت کی۔ آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ ۱۹۰۲ء میں قادیان آ گئے۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بغرض تعلیم داخل ہوئے۔ صرف تین جماعتیں پاس کیں کہ والد صاحب نے پڑھائی سے اٹھا کر آپ کو لوہے کا کام سیکھنے بٹھا دیا۔ ایک بار پھر آپ نے مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخلہ لیا مگر چھ ماہ بعد چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اساتذہ کرام سے اپنے طور پر دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مختلف مواقع پر قریباً ۵۰ بار آپ کو دستی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کو قادیان میں قیام کے دوران حضرت بانی سلسلہ کی متعدد مجالس میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ بعد ازاں آپ نے قادیان میں لوہے کا کام سیکھا اور پہلی جنگ عظیم میں فوج میں شامل ہو گئے۔ اور بصرہ وغیرہ عرب ممالک میں تعینات رہے۔ ۱۹۲۳ء میں جب ملکانہ کے علاقے میں شدھی کی تحریک شروع ہوئی تو آپ نے بھی خود کو وقف کے لئے پیش کیا۔ اگرچہ یہ وقف ۳ ماہ کے لئے تھا مگر آپ کو خدمت دین کی ایسی لذت عطا ہوئی کہ اس کے بعد آپ نے مستقل طور پر جماعتی مربی کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ملکانہ میں آپ شروع میں ضلع ایٹہ گئے۔ کچھ دیر بعد آپ کو پوری' فرخ آباد' ایٹہ کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ اس جگہ ایک بار ایک شخص نے پستول اور پھر تلوار سے آپ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ یہاں آپ نے ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۸ء تک خدمات انجام دیں بعد ازاں آپ کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں خدمات انجام دینے کا موقع ملا جن علاقوں میں آپ تعینات رہے ان میں ڈلہوزی' شکر گڑھ' لدھیانہ' جالندھر' پونچھ (کشمیر)' انبالہ' کرنال کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور وغیرہ شامل ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد آپ جہلم گجرات وغیرہ میں تعینات رہے۔ ان سب علاقوں میں آپ نے متعدد مناظرے کئے اور مباحثوں میں حصہ لیا حضرت مولوی صاحب کو دو اور خاص اعزازات بھی عطا ہوئے ۱۹۸۵ء میں جب حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب فوت ہوئے تو آپ نے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے حکم سے ربوہ میں ان کی نماز جنازہ

باقی صفحہ ۷ پر

درخواست دعا

○ عزیزہ محترمہ خولہ خضر صاحبہ بنت مکرم یحییٰ خضر صاحب جو بفضل تعالیٰ ایک ہونہار طالبہ ہیں اور کراچی سے ایم بی اے کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کیا ہے گذشتہ دو تین ماہ سے سانس کی تکلیف سے بیمار ہیں اور Navy کے شفا ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ابھی تک بیماری کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔ احباب سے عزیزہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

عزیزہ موصوفہ محترم ڈاکٹر لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سید محمد یوسف شاہ صاحب کی پوتی ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کئی سال تک نائیجریا میں ایک احمدی کلینک کے میڈیکل آفیسر تھے۔
نسیم سیفی

○ عزیز ناصر احمد ابن ظفر اقبال جاوید دارالعلوم غربی کو علاج کے لئے اب فیصل آباد سے ملتان لے جایا گیا ہے۔ عزیز کے جسم کا بہت سا حصہ جل گیا تھا۔ احباب سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

امتحانات خدام الاحمدیہ
۲۴۔ جون بروز جمعہ

(مہتمم تعلیم)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۲۳- احسان ۱۳۷۳ ھش — ۲۳ جون ۱۹۹۴ء

کام کی باتیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول فرماتے ہیں۔

○ یہ بات کہ دین کو ہم نے دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں ہم کو واجب ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں دین کے ہوں یا دنیا کے متعلق ہوں یا مال کے متعلق، ہر وقت سوچتے اور پرکھتے رہیں اور اپنا محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے پہلے آپ کریں۔ اور جب خدا کی راہ میں قدم اٹھایا جاتا ہے تو معرفت کا نور ملتا ہے۔ بس کوشش کرو۔ (بخشش طلب کرو) اور جس درخت کے ساتھ تم نے اپنا آپ پیوند کیا ہے اس کے رنگ میں رنگین ہو کر قدم اٹھاؤ۔

○ خدا کی راہوں کا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے (-) تم تقویٰ اختیار کرو' اللہ تم کو علم عطا کرے گا۔ جس سے تم اس کی رضامندی کی راہ پر چل سکو گے۔ تقویٰ یہی ہے کہ انسان بالکل خدا کا ہو جاوے۔ اس کا اٹھنا' بیٹھنا' چلنا' پھرنا' کھانا' پینا' ہر ایک حرکت و سکون خدا کے لئے ہو۔ جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لئے بنا دے گا تو پھر خدا بھی اس کا بن جاوے گا۔

○ خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کر لو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کر کے دکھاؤ۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرتیں تمہاری ساتھ ہونگی۔ اور اس کے فضلوں کے تم وارث ہو گے۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفاء نہیں کرتا۔ ایسا شخص منافق ہوتا ہے۔

○ الفاظ بیعت میں سے ایک یہ جملہ بھی ہے۔ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ بظاہر یہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اس کا مفہوم کس قدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں' ہر حرکت و سکون میں اس امر کو مدنظر رکھے کہ کیا میرا یہ قول و فعل اور حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں ؟

○ دیکھو اور اپنے حالات کا خود مطالعہ کرو کہ جس قدر تڑپ' کوشش اور اضطراب دنیوی اور ادنیٰ ضروریات کے لئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی جوش دینی ضروریات کے لئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر تقدم تو کہاں' برابری بھی نصیب نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو اپنے امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے' کہاں پورا کیا۔

دُوری میں کچھ اس طرح بدل جاتے ہیں حالات
دن کو بھی شبِ ہجر بنا دیتے ہیں جذبات
مجھکو تو یہ معلوم ہے میں جا نہ سکوں گا
لے آئے خدا آپ کو' پھر بنتی ہے کچھ بات

ابوالاقبال

اچھے بُرے دن

کیسا پڑے گا وقت کسی پر' نہیں خبر
اچھے بُرے دنوں کے نتائج پہ ہو نظر

تیار رہنا چاہئے ہر حال کے لئے
ناقابلِ قبول نہ ہو کوئی بھی اثر

ہم گر سمجھ سکیں کہ خدا ہے ہمارے ساتھ
غم پاس آ سکے نہ ہمیں ہو کسی کا ڈر

تقویٰ کی رہگذر ہو اگر شاہراہ زیست
امن و اماں کی گود میں کٹتا رہے سفر

سر دھول سے اٹا ہو منازل کے پیار میں
ہر گام آبلوں نے بنایا ہو معتبر

آسائشوں کے دن ہوں کہ آئیں مصیبتیں
اللہ کی پناہ میں رہیں' قصہ مختصر

نسیم سیفی

○

روز آتے رہیں یونہی سکرین پر روز یونہی مجھے آپ ملتے رہیں
میری ویران بزمِ سخن میں یونہی لفظ و اظہار کے پھول کھلتے رہیں

میرے صحنِ چمن میں اُترتی رہے ساتھ خوشبو کے حسنِ بیاں کی صبا
یوں زرِ فکر کے سکّے گرتے رہیں میرے محبوب کے ہونٹ ہلتے رہیں

میری تخلیق کے ننھے ننھے پرندوں پہ لفظوں کی روزی اُترتی رہے
پھر یہ کمزور اور ناتواں قافلے منزلوں کی طرف یونہی ہلتے رہیں

خوف اور خامشی کی کڑی دھوپ میں کس کو چاکِ گریباں کا تھا ہوش تک
روز یونہی جو وہ مسکراتے رہیں چاک سینوں کے اپنے بھی سلتے رہیں

تشنہ تشنہ سوالوں کے خوابوں کو قدسی جو تعبیر کی بھیک ملتی رہے
اور اڑتے ہیں صدی کی جو گردِ تعصب میں معصوم چہرے وہ کھلتے رہیں

عبدالکریم قدسی

حافظ قدرت اللہ سابق مربی انڈونیشیا و ہالینڈ

انڈونیشیا میں اسلام کی آمد

اس امر کی تحقیق کے لئے کہ اسلام انڈونیشیا میں کب آیا ہمیں اس مسئلہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا۔

اول یہ کہ انڈونیشیا اسلام سے کب متعارف ہوا۔

دوم یہ کہ انڈونیشیا میں اسلام کی ترقی اور اس کے پھیلنے اور پھولنے کا وقت کب آیا۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام کی ابتداء یہاں مسلمان تاجروں کے ذریعہ سے ہوئی جو ملک عرب یا اس کے زیر اثر ممالک سے یہاں تجارت کی غرض سے آئے یا یہاں سے ان کا گزر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا وجود اول اول ساحلی علاقوں یعنی بندرگاہوں میں نظر آیا۔ یہ زمانہ تعارفی زمانہ تھا۔ مگر اسلام کو یہاں ترقی دینے اور پھیلانے کا سہرا بعد میں سراسر ہندوستانی گجراتی تاجروں کے سر ہے۔ جو اول اول تو تجارت کی غرض سے آئے مگر پھر انہوں نے اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کو ہی اپنا اولین مقصود قرار دے لیا۔ یہ بعد میں آنے والے لوگ پہلے آنے والے لوگوں سے اپنے نظریات مقصد اور علم و فہم میں لازماً مختلف تھے۔

اسلام کی ترقی اس ملک میں چونکہ سراسر تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں عمل میں آئی ہے اس لئے اسلام کی آمد کا زمانہ کافی لمبا چلتا ہے اور کئی سو سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے اس کی آمد کو کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کرنا کسی قدر تشریح طلب ہو گا۔ کیونکہ جس طرح اسلام سے متعارف ہونے کا زمانہ کافی لمبا ہے۔ اسی طرح اس کی ترقی اور پھیلنے کا عرصہ بھی کم و بیش تین سو سالوں پر حاوی ہے۔

عام طور پر تاریخی کتب میں اسلام کا ذکر اس وقت آنے لگا ہے جبکہ اسلام کو اس ملک میں کچھ رسوخ یا اقتدار حاصل ہونا شروع ہوا۔ اس سے قبل کے حالات کچھ اندھیرے میں ہیں اور ان کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہمیں اپنے معلومات کی بنیاد قیاسات یا بعض آثار قدیمہ وغیرہ پر رکھنی پڑتی ہے۔ جہاں تک پرانے تجارتی قافلوں کے گزرنے اور ان کی آمد و رفت کا تعلق ہے یہ بات یقینی ہے کہ مسلمان عرب تاجروں کا تعلق عرصہ دراز سے کسی نہ کسی رنگ میں اس ملک کے ساتھ ضرور تھا اور اسے دوسری صدی ہجری تک بھی ممتد کیا جا سکتا ہے۔ یعنی آٹھویں صدی مسیحی کا وسطی زمانہ۔ مگر اسلام کی اشاعت اور ترقی جو اپنے عروج کو پہنچی ہے وہ سولہویں صدی مسیحی کا زمانہ ہے۔ جبکہ اس ملک میں ہندو راج کا خاتمہ ہوا (۱۵۷۶ء) اس وقت متعدد راجے اور حکمران یہاں مسلمان تھے۔ ۱۵۶۸ء میں بھی ایک حکمران حسن الدین کا ذکر خصوصیت سے تاریخی کتب میں ہے اور لکھا ہے کہ مغربی جاوا میں اس کے ذریعہ سے اسلام کو کافی ترقی ہوئی۔

مشرقی جاوا کی ایک بندرگاہ گریسک کے علاقہ میں ایک روایت کی بناء پر ۱۵۲۳ء میں تین ہزار کے قریب مسلمانوں کا وجود ثابت ہے۔ اسی طرح شمالی سماٹرا کے علاقہ میں بھی ایک مسلمان حکمران جس کا نام Ali Mugajat Shah (۱۵۱۴-۲۸ء) تھا۔ جس کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی جھڑپیں اکثر پرتگالیوں کے ساتھ ہوتی رہتی تھیں جو اس وقت ملاکا (ملایا) پر قابض تھے۔ اس امر کا بیان کرنا غیر ضروری نہ ہو گا کہ پرتگالیوں کی کوشش ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کی اور یہاں کے لوگوں کی تجارت کو نقصان پہنچائیں اور اگر ممکن ہو تو اسے بالکل ہی مٹا دیں۔

پرتگالیوں کی آمد مشرق بعید کے ان علاقوں میں ۱۵۰۹ء میں ہوئی اور ۱۵۱۱ء میں وہ ملاکا پر قابض ہو گئے۔ اس زمانہ میں ملاکا بین الاقوامی تجارت کا مرکز تھا اور مسلمان تاجروں کی آماجگاہ تھا۔ پرتگالیوں کے قبضہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے یہاں کی تجارت کے حالات سخت ناساز گار ہو گئے۔ ملاکا کے تاجروں کا ایک معتدبہ حصہ مشرقی جاوا سے جا کر وہاں آباد ہوا تھا۔ ان مہاجرین کو مجبوراً پھر اپنے وطن کو واپس لوٹنا پڑا۔ ان تاجروں کا ایک حصہ شمالی سماٹرا کے علاقہ میں بھی چلا گیا۔ ملاکا میں اسلام چونکہ دیر سے موجود تھا اس لئے یہ تاجر جب اپنے وطن کو واپس لوٹے تو اپنے ساتھ اسلام بھی لے گئے۔ جس کے ذریعہ جاوا اور سماٹرا میں اسلام کو کافی فروغ اور تقویت حاصل ہوئی۔

ملاکا کے متعلق تاریخی کتب میں ذکر ہے کہ چین کو جانے والے عرب اور ہندی قافلوں کا گزر اسی آبنائے ملاکا سے ہوتا تھا۔ اور یہ جگہ چونکہ ہوائی رخ پر ٹھیک بیٹھتی تھی اس لئے اس مقام کو تجارتی لحاظ سے بہت اہمیت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق بعید میں اول اول یہی علاقہ اسلام سے متعارف ہوا اور اس کا اثر لازمی طور پر شمالی سماٹرا پر بھی پڑا جو اس کے بالکل قریب پڑتا تھا۔ لکھا ہے کہ ۱۴۰۹ء میں ملاکا کا بیشتر حصہ مسلمان ہو چکا تھا۔

پندرھویں صدی عیسوی بھی ایسی ہے جس کے حالات ایک حد تک سولہویں صدی کے ساتھ ملتے ہیں بعض علاقوں میں مسلمان حکمرانوں کی ابتداء ہو چکی تھی۔ نیز اس کے علاوہ جاوا میں اسلامی جدوجہد اور تبلیغ ایک منظم صورت میں زور شور کے ساتھ جاری تھی اس ضمن میں تاریخی کتب میں ۹ ولیوں کا ذکر خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ جن کی ان تھک متحدہ اور مخلصانہ کوششوں سے جاوا میں اسلام کو فروغ حاصل ہوا ان ولیوں کا ذکر تمام تاریخی کتب میں ہے۔ انہوں نے اپنا ایک مرکز بنایا (ڈمک وسطی جاوا) وہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی۔ اس جگہ وہ اکٹھے ہوا کرتے تھے اور باہم مشورے سے تبلیغی ترقی کے ذرائع سوچا کرتے تھے۔ انہی ولیوں میں ایک ممتاز شخصیت ملک ابراہیم المعروف مولانا المغربی ہیں۔ جن کی وفات ۱۴۱۹ء میں ہوئی اور آپ مشرقی جاوا کے مقام گریسک میں مدفون ہوئے۔

چودھویں صدی کا زمانہ ایسا ہے جس میں یہاں کی تبلیغ نسبتاً خاموش اور انفرادی رنگ کی تھی۔ اس وقت شمالی سماٹرا میں مسلمانوں کو کچھ اقتدار حاصل ہو چکا تھا مگر اسے کوئی بہت بڑی اہمیت حاصل نہ تھی۔ تاہم وہاں ایک نہایت امید افزاء رنگ میں اسلام کی ابتداء ہو چکی تھی اور اسلام وہاں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی منازل طے کر رہا تھا۔

ابن بطوطہ کا اس جگہ (شمالی سماٹرا میں) آنا بھی تاریخ سے ثابت ہے۔ اس نے اپنے سفرنامہ میں یہاں کے مسلمان حکمران کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کے دربار میں علماء کو ایک خاص وقعت حاصل ہے اور انہیں بادشاہ کے دائیں جانب جگہ دی جاتی ہے اور علماء کو بھی کثیر الجہاد کے لفظ سے یاد کیا ہے اور بعض اور صفات کا بھی ذکر کیا ہے نیز لکھا ہے کہ اس وقت کے بادشاہ نے اسلام کی کافی خدمت کی ہے۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں شاہی گھرانہ کی ایک شادی کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ جس میں وہ خود شریک ہوا تھا۔ اس کی آمد کا زمانہ پورے طور پر معین نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم ۱۳۵۰ء کے قریب قرار دیا جا سکتا ہے۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ اس وقت بعض اچھے عہدوں پر ایرانی متعین تھے۔

چودھویں صدی عیسوی میں گجرات (انڈیا) مسلمانوں کا ایک اہم مرکز بن چکا تھا اور وہاں کے مسلمان تاجروں کی راہ و رسم کثرت کے ساتھ جاوی تاجروں کے ساتھ تھی اور اس طرح جاوا میں اسلام کا نام کافی وسعت کے ساتھ پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ کوششیں زیادہ تر انفرادی رنگ کی تھیں اور خاموش تھیں مشرقی جاوا کی بندرگاہ توبان ان دنوں کافی ترقی پر تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں کی ایک دوسری بندرگاہ گریسک کو بھی بڑا عروج حاصل ہوا۔ ان دونوں بندرگاہوں اور مقامات کا ذکر اسلام کی ترقی کے ساتھ خاص طور پر اہمیت کے ساتھ کیا جاتا ہے ملاکا کی تجارت بھی زوروں پر تھی اور ان دونوں تجارتی مراکز کا آپس میں گہرا رابطہ تھا۔

تیرھویں صدی ایسا زمانہ ہے جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ قابل ذکر رنگ میں اسلام کی ابتداء مسلمانوں کا خاص طور پر اس ملک میں آنا اور یہاں قیام کرنا اس صدی میں ظہور میں آیا۔ دراصل اسی صدی میں ان گہرے تعلقات کی ابتداء خاص طور پر وقوع میں آئی جو بعد میں عظیم الشان رنگ میں ظاہر ہوئے۔ شمالی سماٹرا کے متعلق وثوق سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی کے آخر میں وہاں مسلمانوں کے اثر و رسوخ کی ابتداء ہو چکی تھی۔ پرانی قبروں کے آثار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہاں ایک قبر سلطان ملک الصالح کی ہے جن کی وفات ۶۳۵ ہجری میں یعنی ۱۲۹۷ء عیسوی میں ہوئی۔ نیز گمان کیا جاتا ہے کہ سمدرا کی مشہور اسلامی بندرگاہ (جس کا ذکر اسلامی تاریخ کے ساتھ وابستہ ہے) اسی بادشاہ نے آباد کی ہو۔ شمالی سماٹرا کی یہ وہی بندرگاہ ہے جس کا ذکر ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں کیا ہے اور بادشاہ وقت کی تعریف بھی کی ہے۔ نیز ابن بطوطہ نے ذکر کیا ہے کہ یہاں پر اسلام چونکہ گجرات (انڈیا) سے آیا ہے اس لئے عام مشارکت پر ابھی ہندو اثر غالب ہے۔

جاوا کی بندرگاہوں میں بھی اس زمانہ میں مسلمانوں کا وجود ثابت ہے اور اس کے آثار ملتے ہیں۔ مگر چونکہ ابھی وہ کسی شمار میں نہیں تھے اس لئے عام تاریخی کتب میں اس زمانہ کے مسلمانوں کا کوئی خاص چرچا یا ذکر نہیں ہے تاہم ان کے وجود کو بہر رنگ تسلیم کیا گیا ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں۔

اسی تیرھویں صدی کے آخر میں شمالی سماٹرا میں اطالوی سیاح مارکو پولو چین سے ایران جاتے ہوئے ۱۲۹۲ء میں یہاں سے گزرا سمدرا کی بندرگاہ میں (جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے) کوئی ۵ ماہ قیام کیا۔ اس لمبے قیام کا سبب دراصل ہوائی رخ کا انتظار تھا جو اس کے سفر کے لئے ضروری تھا۔ لکھا ہے کہ اس کی آمد کے وقت سمدرا کے لوگ تو مسلمان نہ تھے (ممکن ہے صرف ایک حصہ ہی ابھی اسلام لایا ہو) مگر وہاں کی ایک اور بندرگاہ Perlok مسلمان تھی مگر لکھا ہے کہ مارکو پولو کی آمد کے بعد چند ہی سالوں میں یعنی ۱۲۹۷ء تک سمدرا کے لوگ بھی سارے کے سارے اسلام قبول کر چکے تھے۔

ایک مشہور انڈونیشین شخصیت حاجی آگو

باقی صفحہ ۵ پر

شیخ محبوب عالم صاحب خالد ۔ ایم اے

کبر و ریا اور روحانیت

ہر کہ عارف تراست ترساں تر ۔ جوں جوں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا عرفان حاصل ہوتا جاتا ہے توں توں خدا تعالیٰ کی خشیت ان کے دل میں زیادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ نیستی کا لبادہ اوڑھ لیتے اور اپنے تئیں لاشی محض یقین کر لیتے ہیں اور ایک فناء اور محویت کا عالم ان پر طاری ہو جاتا ہے۔ اس طرح کہ ان کا اپنا وجود گم ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی میں گم ہو کے رہ جاتے ہیں۔ عارفوں کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"وہ اپنے دل میں بخوبی سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ چیز ہی نہیں"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۰۔۱۱)

خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال اور اس خوف ان پر طاری ہوتا ہے اور وہ شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی خلاف ورزی کی بھی کبھی جرأت نہیں کر سکتے ان کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (------) اللہ تعالیٰ کے جو بندے اس کا عرفان حاصل کر لیتے ہیں ان کے دل میں خشیت اللہ کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کی دوری سے بھی اپنے تئیں بڑا نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کا جوا اپنی گردن پر لیتے ہیں اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس کے سامنے جھک جاتے ہیں ان کے نفسوں پر موت وارد ہو چکی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجا آوری میں کبھی ریاء اور دکھاوے کا خیال تک ان کے دل میں نہیں آتا۔ ان کی تمامتر کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کے اعمال مخفی رہیں اور کسی کو ان کا پتہ نہ لگے کیونکہ ان کے سب کام خدا کے لئے ہوتے ہیں کسی انسان کے لئے نہیں انہی بندگان خدا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر مخفی رکھے اور ریاء سے بچے وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں وہ کسی پر اپنے اعمال ظاہر ہونے نہیں دیتے یہی لوگ متقی ہیں"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۲)

جونہی ریاء کا خیال ایک انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی خشیت اپنے دل میں رکھنے والے اسی سے ڈرنے والے اور اسی کے لئے سب کچھ کرنے والے خدا کے نیک بندے چھپ کے نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ وہ نوافل ادا کرتے ہیں تو چھپ کر۔ صدقہ کرتے ہیں تو مخفی طور پر تاکہ ریاء اور لوگوں کی واہ واہ کا خیال تک ان کے دل میں نہ آنے پائے۔ تذکرۃ الاولیاء میں ذکر آتا ہے کہ کسی شخص نے ایک مجمع میں امداد کا سوال کیا خدا کے نیک بندے نے اسے ایک ہزار روپیہ دیا جس پر سائل نے سب کے سامنے اس کی سخاوت کی تعریف شروع کر دی وہ شخص سائل کے پاس دوبارہ آیا اور اس سے کہا کہ وہ ہزار روپیہ دراصل اس کی والدہ کا تھا جو روپیہ دینا نہیں چاہتیں۔ چنانچہ سائل نے اس کا روپیہ واپس کر دیا اس پر لوگوں نے اسے خوب لعن طعن کی۔ رات کی تنہائی اور تاریکی میں وہ نیک بندہ سائل کے پاس چھپ کر پہنچا اور اسے کہا کہ آپ نے بر سر عام میری تعریف شروع کر دی تھی جس سے میرے دل میں ریاء کا خیال پیدا ہونے اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لینے کا خدشہ تھا اس لئے میں نے آپ سے روپیہ واپس لے لیا تھا۔ یہ روپیہ آپ ہی کا ہے مگر کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ غرض خدا کے نیک بندے ان امور میں پردہ وری اور افشائے راز کو پسند نہیں کرتے۔ انہیں یہ امر گوارا نہیں ہوتا کہ کسی پر ان کی نیکی اور خدا ترسی ظاہر ہو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ نہ لے۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۳)

کیونکہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے مامورین جو دنیا کے راہنما اور رہادی بن کر آتے ہیں اور خدا کے نیک بندوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں ان کا یہی طریق عمل ہوتا ہے۔ وہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجا آوری میں مصروف رہنا چاہتے ہیں۔ گمنامی ہی کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں۔ وہ خدا کے حکم سے محض اس کا پیغام پہنچانے کے لئے گوشہ تنہائی سے نکلتے ہیں ورنہ طبعاً اور فطرتاً وہ دنیا کے سامنے آنا پسند نہیں کرتے ان کے مقابل وہ لوگ جن کے نفسوں پر موت وارد نہیں ہوتی ریاء کے طور پر بر سر عام لمبی لمبی نمازیں پڑھتے اور دعائیں کرتے ہیں جو نام و نمود کے لئے صدقہ و خیرات کرتے ہیں جو قبولیت دعا کے واقعات کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ سے اپنے قرب اور اپنی روحانیت کی دھاک بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کی بجائے اپنی عظمت اور عزت قائم کرنا چاہتے ہیں اور خدا کی بجائے اپنے نفس کی پرستش کرتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ریاکاری ایک بہت بڑا گنہ ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریاکار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتا بلکہ اپنی عزت اور عظمت منوانا چاہتا ہے لیکن جن کو خدا پسند کرتا ہے وہ طبعاً اس سے متنفر ہوتے ہیں ان کی ہمت اور کوشش اسی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۱)

نیز حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

غرض خدا تعالیٰ کے ماموروں کا یہ خاص نشان ہوتا ہے کہ وہ اپنی پرستش کرانا نہیں چاہتے جس طرح وہ لوگ جو پیر بننے کے خواہش مند ہیں چاہتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی پوجا کرائے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے انسان کے بجے اس پوجا کے مستحق نہ ہوں"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۱)

پس ریاکاری اور کبر ایک صاحب ایمان کا شیوہ نہیں کیونکہ ایک ریاکار نفس پرست انسان اپنی عزت قائم کرتا اور اپنی پوجا کرانا چاہتا ہے ایسے متکبر شخص کو روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے کبر اور ریا سے محفوظ رکھے اپنی محبت میں گم کر کے نیستی کا لبادہ اوڑھا دے یہاں تک کہ ہمارا وجود اس کے وجود میں محو ہو جائے اور ہم اسی میں گم ہو کے رہ جائیں۔

(روزنامہ الفضل مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۷ء)

عبدالباسط شاہد

حالت اضطرار کی دعا

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب نے ایک نہایت پر اثر اور مفید کتاب آپ بیتی میں ایک ہندو کی حالت اضطرار کی دعا اور اس کی قبولیت کا واقعہ تحریر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس ہندو کا اکلوتا بیٹا ٹائی فائیڈ بخار میں مبتلا ہوا۔ ہر قسم کی تدبیر اور علاج کے باوجود مریض کی حالت دگرگوں ہوتی چلی گئی۔ اس کے سر کے بال جھڑ گئے۔ قوت سماعت و گویائی زائل ہو گئی اور جب اس ہندو کو بتایا گیا کہ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے تو وہ بے ساختہ چیخ مار کر رونے لگا اور روتے روتے کہا کہ یہ میرا ایک ہی بچہ ہے اور یہ اس کی ماں پاس ہی بیٹھی ہے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آئندہ بھی اولاد کی کوئی امید نہیں ہے۔

حضرت میر صاحب فرماتے ہیں کچھ عرصہ کے بعد وہ میاں بیوی مجھ سے ملنے آئے بیوی نے جھولی میں کچھ ڈال رکھا تھا۔ خاوند کے بار بار کہنے پر اس نے شرماتے شرماتے اپنی جھولی مجھے دکھائی جس میں ایک خوبصورت بچہ مسکرا رہا تھا۔ میں نے جب اس کی بات کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بھی بچ تھا اور قدرت کی یہ مہربانی بھی آپ کے سامنے ہے۔ حضرت میر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی حالت اضطرار کی دعا اللہ تعالیٰ نے سنی اس کے قریب المرگ بچہ کو بھی صحت عطا فرمائی اور ایک اور بچے سے بھی نوازا۔

قبولیت دعا کا اس سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

ایک ڈاکٹر کے پاس کئی دفعہ ایسے مریض آ جاتے ہیں جن کی حالت بظاہر مایوس کن اور ناقابل علاج ہوتی ہے اور ڈاکٹر فوری طور پر اس کی ظاہری حالت کے مطابق علاج اور طریق علاج کا فیصلہ تو کر لیتا ہے۔ مگر اس کا ضمیر اسے کچوکے دے رہا ہوتا ہے کہ تم نے نسبتاً آسان اور سیدھا رستہ اختیار کیا ہے حالانکہ اگر زیادہ کوشش کی جاتی تو ممکن خطرات کو نظر انداز کرتے ہوئے زیادہ مشکل رستہ اختیار کیا جاتا تو شاید مریض کی جان بچالی جاتی۔

ایسے ہی ایک تجربہ سے مجھے اس وقت گزرنا پڑا جب ہسپتال کے ہنگامی امداد کے شعبہ سے مجھے فون پر یہ اطلاع ملی کہ حادثہ کا ایک خطرناک مریض آیا ہے جس کا بازو مشینوں میں آکر بری طرح مسلا گیا ہے۔ اس کی جلد ضائع ہو چکی ہے۔ ہڈی تین جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ پٹھے وغیرہ جگہ جگہ سے کٹ چکے ہیں اور خون برابر ضائع ہو رہا ہے۔ ڈیوٹی پر موجود سینئر ڈاکٹر کی رائے سے اتفاق کرنے میں مجھے زیادہ دیر نہ لگی کہ اس مریض کی جان بچانے کے لئے اس کا شکستہ بازو فوراً الگ کر دیا جائے۔ مریض کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ریلوے میں ملازم ہے۔ بہت مضبوط جسم اور عمدہ صحت کا مالک ہے ایک اچھا ایتھلیٹ اور مکہ باز ہے۔ بازو کاٹ دینے کی صورت میں اس کی زندگی بچائی جا سکتی تھی جب کہ بازو کاٹنے کی صورت میں بظاہر یہ امر یقینی معلوم ہوتا تھا کہ اس کی موت کے امکانات زیادہ ہیں اور اگر وہ بچ بھی گیا تو ساری زندگی اپاہج اور معذور رہے گا۔

باقی صفحہ ۶ پر

HUMANITY

My workplace is the whole world
Of every soul I think
Whate'er differences I may have
Humanity makes them sink

I know for sure, the Truth is one
From whose Fountain we drink
The head and heart and soul are same
Of all the black and white and pink

I have to serve and serve I must
With word of mouth and pen and ink
On each and all I call and say
Let duty be our link
Let everybody think
Let all differences sink

انسانیت

میرا دائرہ عمل ساری دنیا ہے
میں ہر شخص (روح) کے متعلق سوچتا ہوں
کسی سے میرے چاہے کیسے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں
یہ سب انسانیت میں ڈوب جاتے ہیں
(اور ختم ہو جاتے ہیں)

☆☆☆

مجھے اس بات کا یقین ہے کہ سچائی ایک اکائی ہے
ہم اس چشمہ سے پیتے ہیں
انسان چاہے سیاہ فام ہو۔ سفید ہو یا پنک ہو
سب کا دماغ اور دل ایک جیسے ہیں۔

☆☆☆

مجھے تو خدمت کرنا ہے اور میں یقیناً خدمت کروں گا اپنی زبان سے بھی اور اپنے قلم سے بھی
میں ہر شخص کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں
آیئے خدمت گزاری ہمارا رابطہ ہو
ہر شخص اس بات پر غور کرے
آیئے ہم تمام اختلافات کو ختم کر دیں۔

☆☆☆

اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے اس دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بقیہ صفحہ ۳

سالم ہیں (جو حال ہی میں فوت ہوئے ہیں) انہوں نے بھی گہری تحقیق کے بعد اس نتیجہ کا اظہار کیا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ انڈونیشیا کے تعلقات مسلمان تاجروں کے ساتھ بہت پرانے ہیں۔ لیکن اگر صحیح رنگ میں دیکھا جائے تو اسلام پھیلنے کی واضح اور واقعی ابتدا کا زمانہ تیرھویں صدی عیسوی کا ابتدائی زمانہ (یعنی چھٹی صدی بکری) ہجری ہی قرار پاتا ہے۔

ایک ڈچ مورخ ستوتر ہیم (Stuter heim) اپنی کتاب de Islam Indonesia میں لکھتا ہے کہ شمالی سماٹرا میں اسلام کی ابتداء ۱۱۹۶ء میں ہو چکی تھی۔

ان مذکورہ واقعات اور بیانات کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی تبلیغی مساعی کا آغاز دراصل بارھویں صدی کے آخر یا تیرھویں صدی کے شروع میں ہوا۔ یعنی چھٹی صدی ہجری میں۔ اس سے قبل کا زمانہ محض تعارفی رنگ کا زمانہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جس میں مسلمانوں کے آنے جانے یا گزرنے کا مقصد صرف تجارت تھا نہ کہ اسلام کی اشاعت۔ اس تعارفی زمانہ کی ابتداء دوسری صدی ہجری تک بھی قیاس کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حاجی آگو سالم نے بھی اپنی تحقیق میں اس کی ابتداء کو ۷۵۸ء تک ممتد کیا ہے۔ جس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ تاریخ سے ۷۵۸ء میں چین کی بندرگاہ کینٹن میں عربوں کی تجارت کا پتہ چلتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس کے کچھ وقت بعد ملک چین میں گڑبڑ ہوئی تو یہ تجارت بند ہو گئی اور مسلمان بھی وہاں سے غائب ہو گئے۔ یہ علم نہیں ہو سکا کہ وہ مسلمان کہاں چلے گئے۔

اس کے بعد ۹ ویں صدی میں پھر تجارت شروع ہو گئی۔ اور اس دفعہ پہلے سے زیادہ منظم رنگ میں تھی۔ چنانچہ کینٹن میں مسلمانوں کی ایک منظم صورت کا پتہ چلتا ہے۔ ایک امام الصلوٰۃ اور قاضی کا تقرر بھی ثابت ہے۔ لیکن ۸۸۰ء میں حالات کچھ ایسے پیدا ہوئے کہ مسلمانوں کی یہ تجارت منقطع ہو گئی اور وہ تجارتی قافلے جو عرب سے چین آیا کرتے تھے وہ ملایا کی ایک بندرگاہ Kedak تک ہی رہ جانے لگے۔ قریباً یکصد سال تک یہی حالت رہی۔

دسویں صدی میں (۹۷۱ء) چین کے بادشاہ نے پھر غیر ملکی تاجروں کو اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی اور بعض نئی مراعات کا وعدہ بھی کیا۔ چنانچہ پھر مسلمانوں کی تجارت شروع ہوئی اور پہلے سے زیادہ منظم رنگ میں۔ اس تیسرے دور میں مسلمانوں کو بادشاہ کے دربار میں بھی رسائی ہوئی اور عزت بھی دی جانے لگی۔ یہ دور پھر کافی لمبا چلا۔ چنانچہ لکھا ہے ۱۱۷۸ء میں چین کی تجارت سب سے زیادہ عرب ممالک کے ساتھ تھی اور دوسرے نمبر پر جاوا اور پھر سماٹرا تھے۔ نیز لکھا ہے کہ اسی صدی میں جاوی لوگ خاص طور پر عربوں کے ساتھ متعارف ہوئے۔ یہ واقفیت جہاں ایک طرف ملک چین میں بہم پہنچی وہاں خود اس ملک میں بھی بہت سے ایسے مواقع پیدا ہو گئے جن سے آپس کے تعلقات اور میل جول میں ترقی پیدا ہوئی۔ اس زمانہ کے تجارتی قافلوں کے لئے ہفتوں لمبے سفر کے بعد ایسی جگہوں کی تلاش اور وہاں پر قیام ایک ضروری امر معلوم ہوتا ہے جہاں سے وہ کھانے پینے کی اشیاء فراہم کر کے اگلی منزل کے لئے روانہ ہو سکیں۔ اس غرض کے لئے راستہ میں وہ انڈونیشیا کی بندرگاہوں میں ضرور ٹھہرتے نیز اس کے علاوہ ہوائی رخ کے انتظار میں بعض دفعہ انہیں کسی قدر لمبا عرصہ بھی ٹھہرنا پڑ جاتا جس کے لئے ملاکا اور شمالی سماٹرا کے حصے خاص طور پر اہم اور قابل ذکر ہیں ان ملاقاتوں کے نتیجہ میں ان کے تجارتی تعلقات بھی بڑھے اور ساتھ ساتھ مذہب اسلام سے شناسائی بھی ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ تبلیغ سے مفید نتائج بھی بر آمد ہونے لگے۔

اس زمانہ میں مسلمانوں کے اس ملک میں آنے جانے کا ثبوت المعودی کی کتاب Murudjal dzahal سے بھی ملتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں جاوا کے بعض حکمرانوں کا ذکر خاص طور پر کیا ہے۔ یہ سیاح ۹۵۷ء یعنی ۳۴۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس روایت کی رو سے دسویں صدی کے وسط میں مسلمانوں کا یہاں آیا جانا یقینی طور پر ثابت ہے۔

اس سے قبل کے زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ تعلقات اور ایک دوسرے متعارف ہونے کا انحصار محض اس نظریہ پر ہے جو تجارتی قافلوں کے ضمن میں اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ گیارھویں صدی میں مسلمانوں کے یہاں موجود ہونے کا ثبوت بہت حد تک یقینی ہے اور اس کا انحصار بعض آثار قدیمہ پر ہے۔ مشرقی جاوا میں ایک مسلمان عورت مسماۃ فاطمہ بنت مامون کی قبر کا کتبہ ملا ہے جس پر ۴۷۵ ہجری یا ۱۰۸۲ء کا سن تحریر ہے۔ مورخین نے اسے (جہاں تک مسلمانوں کی آمد کے ثبوت کا تعلق ہے) ایک قدیم ترین ثبوت قرار دیا ہے مگر محققین نے اس رائے کا وثوق کے ساتھ اظہار نہیں کیا کہ یہ مسلمان عورت یہاں مقیم تھی یا اس نے مسافری کی حالت میں وفات پائی۔ لیکن جہاں تک وجود کا سوال ہے یہ امر پورے طور پر مسلّم ہے۔

آخر پر اس امر کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ جہاں تاریخ پورے طور پر اس حقیقت کا ساتھ دیتی ہے کہ یہاں کا اسلام ہندوستان کے گجراتی تاجروں کی مخلصانہ مساعی کی بدولت ہے وہاں بعض رائج الوقت قرائن بھی ایسے ہیں جو اس حقیقت کو اور بھی اجاگر کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عربی کا ابتدائی قاعدہ پڑھنے کا طریق باوجود زبان کے اختلاف کے آج بھی یہاں اسی طرح رائج ہے جیسے ہم ہندوستان میں دیکھتے ہیں مثلاً الف زبرا‘ الف زیرا‘ الف پیش ا‘ بے زبر بے زیر بے پیش ب‘ پس یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ یہاں پر اسلام گجراتی مسلمانوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مجاہدین پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

(ماہنامہ الفرقان نومبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۲۴ تا ۲۸)

بقیہ صفحہ ۶

انتظامات کرے۔ یہ انتخابات متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کرائے جائیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر جنوبی افریقہ میں انتخابات ہو سکتے ہیں جہاں پر بڑے شدید گروہی تنازعات ہیں‘ نسلی محاذ آرائی ہے‘ تو کیا وجہ ہے کہ افغانستان میں الیکشن نہ ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر صدر ربانی نے اقتدار نہ چھوڑا تو اس کا مطلب ہو گا کہ وہ جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم معاملے کا فوجی حل نہیں چاہتے۔ تاہم اگر ہم پر جنگ مسلط کی گئی تو صدر کی فوجوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اس طرح سے جو تباہی ہو گی اس کی ذمہ داری صدر ربانی پر عائد ہو گی۔

یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

فخرالحق شمس

سیٹلائٹ کی دنیا کی چند اہم باتیں

تیزی کے ساتھ بدلتی دنیا میں بعض اوقات ایسے ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں انسان کو مکمل معلومات نہیں ہوتیں' اب سیٹلائٹ کے بارے میں ہی دیکھئے ہم میں سے بہت کم کو اس کی تفصیلات معلوم ہیں' ایسے افراد جو اس کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں اس دنیا کی چند اہم باتیں پیش ہیں۔

سیٹلائٹ (مصنوعی سیارہ۔ سپس کرافٹ) طاقتور راکٹوں کے ذریعے سے خلا میں لانچ کیا جاتا ہے۔ پھر اسے جیو سٹیشنری آربٹ یعنی ایسے محور میں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں اس کی رفتار خود زمین کی گردش کے مساوی ہوتی ہے۔ نتیجہ کے طور پر زمین پر رہنے والوں کو یہ اپنی جگہ ساکن نظر آتا ہے' یہ محور جسے تیکنیکی زبان میں کلارکس بیلٹ (Clarks Belt) کہا جاتا ہے۔ سطح زمین سے ۳۵۰۰۰ کلو میٹر بلندی پر ہوتا ہے۔ ایسے سیٹلائٹ کی زندگی پانچ سے بارہ سال کے درمیان ہوتی ہے اور اس دوران یہ شمسی توانائی سے کام کرتا ہے' زمین کے سٹیشن Uplink سے یہ سیٹلائٹ مختلف قسم کے سگنل اخذ کرتا ہے اور ان کو پھر زمین کی جانب منعکس کرتا ہے زمین پر وصولی کے نظام کو Down-Link کہتے ہیں۔ یہ وصولی کا نظام دو طرح کا ہو سکتا ہے۔ نجی ٹی۔ وی اور کسی تعلیمی یا حکومتی ادارے کا مرکز۔ اونچائی کی وجہ سے سیٹلائٹ عموماً ۱/۳ حصہ زمین پر اپنے سگنل بھیج سکتا ہے۔ تاہم زیدہ کوششوں سے تقریباً آدھا حصہ کرہ ارض بھی اس کی نشریات سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔ یہ سیٹلائٹ ایک سے لے کر ۱۲۰ تک نقاط سے زمین کو سگنلز بھیج سکتا ہے' اور ایسے نقطے کو Transponder کہتے ہیں' ایک ٹرانسپونڈر عموماً ایک ٹی وی چینل یا دو ہزار ٹیلی فون کالز بیک وقت نشر کر سکتا ہے۔ سگنل کی فریکوئنسی رینج اور اس کی طاقت کے لحاظ سے زمین پر ڈش انٹینا کے سائز سیٹلائٹ رسیور کے سائز کا تعین کیا جاتا ہے۔ ڈش کا سائز جتنا بڑا ہو گا۔ اتنا ہی LNB کا نوائز کم ہو گا جسے ہم ڈیسی بل واٹ DBW میں ماپتے ہیں۔ نوائز کم ہونے سے تصویر اچھی نمودار ہو گی اور ساؤنڈ بھی بہتر ہو گی۔

پاکستان میں کسی ڈاؤن لنک کے لئے کم از کم ۴ فٹ قطر کی ڈش درکار ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ Low Noise Block یا LNB یا Downconverter کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ اسے حقیقی طور پر ایمپلی فائی کر کے سگنلز کو VHF فریکوئنسیز سے Lower Frequencies پر بدلتا ہے' اس سگنل کو پھر رسیور وصول کرتا ہے' صارفین کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ڈش انٹینا کتنا اونچا نصب کرتے ہیں۔ صرف اتنی ضرورت ہے کہ سیٹلائٹ اور انٹینا کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو' ڈش انٹینا دو طرح کے ہوتے ہیں' فائبر گلاس اور دھاتی جالی دار۔ فائبر گلاس زیادہ اچھا کام کرتا ہے۔ اس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ اس کا نسبتاً چھوٹا سائز بھی زیادہ کام کرتا ہے۔ یورپ میں تو فائبر گلاس ڈش انٹینا صرف دو فٹ قطر کے نصب کئے جا رہے ہیں' اس کے علاوہ ہارن شیپ اور فلیٹ ڈش انٹینا کی نئی تکنیک سے انٹینا کا سائز اور بھی کم کیا جا رہا ہے' تاہم یہ ابھی پاکستان میں کار آمد نہیں ہو سکتا اس کی وجہ مخصوص ٹرانسمٹ ہونے والا سگنل ہے۔ سٹار ٹی وی کا سیٹلائٹ ASIA SAT ۲۴ ٹرانسپونڈر کا حامل ہے جن میں سے ۶ ٹیلی ویژن چینلز کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ ایک سیٹلائٹ منتخب رقبوں کے لئے ہی پیغامات ٹرانسمٹ کرتا ہے اس رقبہ کو فٹ پرنٹ کہا جاتا ہے۔ مختلف فریکوئنسیوں کے گروپ بنا کر سروس کئے جاتے ہیں۔ ان میں C رینج سے KU 4/6 Gigahertz band رینج 10.7-18GHZ اور S رینج 2.6 GHZ regin ہے۔ صارف کو اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ کون سا بینڈ مناسب اور موزوں ہے رسیور اور LNB کی نوعیت پر منحصر ہے' سٹار ٹی وی کی نشریات کیلئے C بینڈ موزوں رہتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۴

بازو کاٹنے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ بے ہوش کرنے والے ڈاکٹر اپنی مہارت کا مظاہرہ کرنے کو تیار تھے۔ میں نے مریض کی طرف دیکھا وہ بولنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا مگر اس کی آنکھیں کچھ پیغام دے رہی تھیں۔ مجھے یوں لگا کہ ان میں اعتماد اور بھروسہ پایا جاتا ہے۔ کیا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ بازو بچانے کے لئے اس کی جان خطرہ میں نہ ڈالی جائے۔ لیکن پھر مجھے محسوس ہوا کہ وہ مجھے یہ کہنا چاہتا ہے کہ میرا بازو کسی قیمت پر نہ کاٹا جاوے میں بغیر بازو زندگی گزارنے سے موت بہتر سمجھتا ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی مجھے یوں لگا کہ میں خود اپنے آپ سے بحث کر رہا ہوں میں خود اپنے آپ کو جھٹلا رہا ہوں اور میں نے ڈاکٹری اور عقلی لحاظ سے ایک غلط فیصلہ کر لیا اور بازو کاٹنے سے انکار کر دیا۔ بازو کاٹنے میں تو آدھے گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ لگتا مگر ہڈی کو رگڑ کر اس کے سرے ملانے۔ پٹھوں کے بے شمار جوڑ لگانے میں ساڑھے تین گھنٹے لگے۔ اس سارے عرصہ میں یہ خیال بھی پریشان کرتا رہا کہ میں مریض کو بلاوجہ زائد تکلیف سے دو چار کر رہا ہوں کیونکہ غالب امکان یہی ہے کہ اس ساری محنت و تگ و دو کے بعد اور اس ساری تکلیف اور پریشانی کے بعد بھی کچھ دن یا کچھ ہفتے کے بعد بازو کاٹنا ہی پڑے۔ جب اپریشن ختم ہوا تو مریض زندہ انسان کی بجائے مردہ لگ رہا تھا۔ بے ہوش کرنے والا ڈاکٹر اور دوسرا عملہ میری طرف بہت تیکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

دس دن تک مریض بے ہوش پڑا رہا۔ اسے خون دیا جا رہا تھا مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا اور یوں لگتا تھا کہ ہم ایک غیر پسندیدہ اور ناخوشگوار انجام کا انتظار کر رہے ہیں مگر غیر متوقع طور پر مریض ہوش میں آگیا اور اسے بھوک پیاس لگنے لگی اور اس طرح وہ جلد جلد رو بصحت ہونے لگا۔ مگر ابھی ایک اہم مرحلہ باقی تھا۔ ۴۵ لمبے دن امید و خوف کی حالت میں گذر گئے۔ یہ کیس کافی مشہور یا بدنام ہو چکا تھا اور ہسپتال کے عملہ کے اکثر افراد کسی نہ کسی بہانے وہاں جمع تھے۔ میں نے پلستر اتارا۔ پٹی الگ کی اور سب کے منہ سے ایک نہایت پر مسرت آواز نکلی کیونکہ ہڈیاں جڑ چکی تھیں۔ جلد برابر ہو چکی تھی تاہم میرا خیال تھا کہ یہ بازو کبھی حرکت نہیں کر سکے گا۔ جب کہ مریض بہت زیادہ پر اعتماد تھا.... حادثہ کے ڈیڑھ سال بعد وہ اپنے معمول کے تمام کام کر سکتا تھا ایک دن مریض اور اس کی بیوی میرے پاس آئے۔ اس کی بیوی میرا شکریہ ادا کرتے نہ تھکتی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ اگر اپریشن کا نتیجہ کچھ اور نکلا ہوتا تو سب سے زیادہ گالیاں بھی تم نے ہی دینی تھیں۔ کہ میں نے تمہارے خاوند کو موت کے منہ سے بچانے کی کوشش نہ کی۔ اس پر مریض کہنے لگا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا ایک بات جس کا اس کو بھی پتہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ جب بازو کاٹنے کے لئے مجھے بے ہوش کرنے لگے تھے تو اس وقت گو عام طور پر میں دعائیں وغیرہ تو نہیں کرتا مگر اس وقت میں نے جس بڑے خلوص اور اعتماد سے دعا کی تھی کہ اے خدا ڈاکٹر کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ میرا بازو نہیں کاٹے گا۔ کیونکہ میں ہرگز ہرگز ایک ہاتھ سے زندگی گزارنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اور جس طرح اس نے آخری وقت پر اپنا فیصلہ تبدیل کیا اور خطرہ مول لیا اور اچھا نتیجہ حاصل کیا وہ آپ کو بخوبی معلوم ہے۔

شذرات

ابولا کی گرفتاری

نائیجیریا کے مسٹر مشہود ابیولا کو ان کے گھر میں نظربند کر دیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک سال قبل ملکی صدارتی الیکشن جیت لیا تھا۔ وہ نائیجیریا کے بڑے اپوزیشن لیڈر ہیں۔ ان کو دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر انہوں نے قومی اتحادی حکومت بنانے کی کوشش کی تو ان کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلایا جائے گا۔ انہوں نے اپنی حکومت کے اعلان کا منصوبہ سردست ملتوی کر دیا ہے تاہم کہا ہے کہ اس کا اعلان چند ہفتوں کے بعد کیا جائے گا۔

مسٹر مشہود ابیولا کے گھر کے باہر ۲۰ مسلح پولیس والے پہرے دے رہے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ دارالحکومت کے شمال میں اکیجا کے مقام پر ہے۔ پولیس والے کسی شخص کو ان کے گھر میں آنے یا جانے کی اجازت نہیں دے رہے۔ مزید ساٹھ پولیس والے اس سڑک کو بلاک کئے ہوئے ہیں جو کروڑ پتی مسلمان لیڈر کی رہائش گاہ کو جاتی ہے۔ ان کے قریباً ایک سو حامی پولیس والوں کے قریب جمع ہو گئے تھے لیکن کسی گڑبڑ کے آثار نظر نہیں آ رہے۔ گزشتہ سال کے انتخابات کو عالمی مبصرین نے آزادانہ اور منصفانہ قرار دیا تھا۔ فوجی حکومت کے سربراہ جنرل ابراہیم بابنگیڈا نے ان انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا تھا۔

حکمت یار کا مطالبہ

افغانستان کے وزیر اعظم گلبدین حکمت یار نے جو صدر ربانی کی فوجوں کے خلاف خانہ جنگی میں مصروف ہیں مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں عبوری حکومت قائم کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں جاری لڑائی کو ختم کرنے کے لئے فوری طور پر اقتدار عبوری حکومت کو منتقل کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ تمام سیاسی اور دیگر لیڈر اکٹھے مل کر بیٹھیں اور عبوری حکومت کا انتخاب کریں۔ جو جنگ بندی کا اعلان کرے اور لڑنے والے گروہوں سے بھاری اسلحہ واپس لے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد اور جلال آباد کے کثیر القومی معاہدے کے تحت صدر برہان الدین ربانی کی حکومت ۱۸ ماہ کے لئے مقرر کی گئی تھی اس ماہ کے آخر میں اس کا عرصہ ختم ہو رہا ہے۔ اب صدر ربانی کو فوراً اقتدار چھوڑ دینا چاہئے۔ نئی حکومت افغان فوج اور پولیس کی تشکیل کرے جو صدر اور پارلیمنٹ کے انتخاب کے

باقی صفحہ ۵ پر

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز- ربوہ

مسل نمبر ۲۹۴۷۳ میں کرم الٰہی احمدی ولد میاں فضل الٰہی صاحب قوم کھوکھر پیشہ درزی عمر ۶۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ حاجی پورہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۲-۱۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان ترکہ والد مالیتی ڈیڑھ لاکھ روپے ۱۵۰۰۰۰ روپے جس کے وارث والدہ صاحبہ تین بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰ روپے ماہوار بصورت درزی کے مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد کرم الٰہی احمدی محلہ حاجی پورہ لالہ موسیٰ گواہ شد نمبر۱ ضیاء الدین نائب صدر جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ گواہ شد نمبر۲ مرزا منظور احمد شاد ولد میاں نور عالم لالہ موسیٰ۔

مسل نمبر ۲۹۵۴۸ میں عبدالعزیز منگلا ولد اللہ بخش صاحب منگلا قوم منگلا پیشہ سروس عمر ۵۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن راوی بلاک اقبال ٹاؤن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۵-۵ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زرعی زمین برقبہ ۶۰-۳۳ کنال مالیتی ۱۳۴۴۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۷۴۰۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالعزیز منگلا ۱۱۲۲ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر۱ رانا مبارک احمدی وصیت نمبر ۱۹۴۷۳ گواہ شد نمبر۲ رانا منظور احمد ولد رانا مبارک احمد صاحب ۲۶ النور ستلج بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔

مسل نمبر ۲۹۵۴۹ میں ام کلثوم زوجہ عبدالعزیز منگلا صاحب قوم منگلا پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۱۲۲ راوی بلاک اقبال ٹاؤن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۵-۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۔ طلائی بالیاں وزنی دو تولے مالیتی ۷۰۰۰ روپے ۲۔ پرائز بانڈ مالیتی ۶۰۰۰ روپے ۳۔ سلائی مشین پرانی مالیتی ۵۰۰ روپے ۴۔ حق مہر وصول شدہ ۲۰۰۰ روپے کل میزان ۱۵۵۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ام کلثوم ۱۱۲۲ راوی بلاک اقبال ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر۱ رانا مبارک احمدی وصیت نمبر ۱۹۴۷۳ گواہ شد نمبر۲ عبدالعزیز منگلا خاوند موصیہ مسل نمبر ۲۹۵۴۸۔

مسل نمبر ۲۹۵۵۰ میں راشدہ فردوس زوجہ ڈاکٹر صفی اللہ صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ لیکچرار عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ ہاشم شاہ میانوالی ضلع میانوالی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۵-۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم ۲۵۰۰۰ روپے ۲۔ زیورات طلائی ۱۳ تولے مالیتی ۵۲۰۰۰ روپے کل جائیداد ۷۷۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۳۶۵۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ راشدہ فردوس معرفت ڈاکٹر صفی اللہ صاحب ماریہ کلینک کندیاں ضلع میانوالی گواہ شد نمبر۱ ڈاکٹر صفی اللہ خاوند موصیہ مسل نمبر ۲۹۲۱۸ گواہ شد نمبر۲ محمد یوسف بٹ مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۵۶۳۹۔

مسل نمبر ۲۹۵۵۱ میں رسول بی بی بیوہ چوہدری علی احمد صاحب قوم جٹ وینس پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۶۴۴ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع فیصل آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۵-۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۔ زرعی زمین ایک ایکڑ چار کنال واقع چک نمبر ۶۴۴ گ۔ب ضلع فیصل آباد مالیتی ۱۵۰۰۰۰ روپے ۲۔ زیور طلائی ایک تولہ مالیتی ۴۰۰۰ روپے ۳۔ حق مہر وصول شدہ ایک ہزار روپے کل جائیداد ۱۵۵۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ رسول بی بی بیوہ چوہدری علی احمد صاحب چک نمبر ۶۴۴ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع فیصل آباد گواہ شد نمبر۱ محمد عبداللہ ولد غلام محمد ۱۵-۱۲ دارالنصر وسطی ربوہ گواہ شد نمبر۲ بشیر احمد زعیم انصار اللہ چک نمبر ۶۴۴ گ ب ضلع فیصل آباد پسر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۹۵۵۲ میں گل داؤدی اکمل بنت شیخ لطیف اے اکمل قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵-۱۷ دارالصدر غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۱۰-۱۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۔ زیور طلائی ڈیڑھ تولہ مالیتی ۵۵۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ گل داؤدی اکمل ۵-۱۵ دارالصدر غربی ربوہ گواہ شد نمبر۱ لطیف اے اکمل والد موصیہ گواہ شد نمبر۲ عطاء اللہ ولد مولا بخش صاحب ۴-۲۲ دارالصدر غربی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۹۵۵۳ میں محمد اسماعیل خان ولد رسول بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ پنشنر عمر ۷۲ سال بیعت ۱۹۳۸ء ساکن ۳-۱۹ محلہ باب الابواب ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۴-۲۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ ۱۔ مکان برقبہ ۱۱ مرلہ تقریباً تین لاکھ روپے ۲۔ فروخت شدہ پلاٹ کی نقد رقم ایک لاکھ کل مالیت جائیداد چار لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۹۷۵ روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد اسماعیل خان ۳-۱۹ باب الابواب ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ عبدالحفیظ خان وصیت نمبر ۱۵۸۹۱ گواہ شد نمبر۲ بشارت احمد خان پسر موصی۔

بقیہ صفحہ ۱

پڑھائی۔ اسی طرح مئی ۱۹۸۷ء میں جب حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات ہوئی تب بھی حضرت سیدہ موصوفہ کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔

بوقت وفات بھی آپ جماعتی خدمت میں شامل تھے اس طرح سے آپ نے آخری دم تک جماعتی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت مولوی صاحب ایک اچھے مقرر تھے۔ آپ کا انداز بیان نہایت سادہ دلنشین اور پر اثر تھا۔ آپ غیر معمولی قوت حافظ کے مالک تھے۔ وفات کے دن ۸۵ سال پرانے واقعات بعض دوستوں کو سناتے رہے۔ آپ کو متعدد بار حضرت بانی سلسلہ کے بابرکت دور کے واقعات سنانے کا موقع ملا۔ ربوہ میں آپ کی رہائش محلہ دارالنصر میں تھی۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

دِل کی امراض

دردِ دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض کا فوری علاج

ہارٹ کیوریٹو سمیل

HEART CURATIVE SMELL

کے سونگھنے سے کیا جاسکتا ہے۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹرز اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ

HEART CURATIVE SMELL

سونگھنے کیلئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر مقوی دل خوشبو HEART TONIC SMELL کے مثبت POSITIVE اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس غرض کیلئے فری سیمپل طلب فرمائیں۔

میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار کرنے والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت کے ساتھ (WITH MONEY RACK GUARANTEE) فروخت کرسکتے ہیں۔

قیمت پاکستان میں 20.00 روپے فی سمیل۔ ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10.00 روپے ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ مع ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ)

روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا خوبصورت پرس 150 روپے میں دستیاب ہے۔

لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔

موجد: ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر آر ایم پی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔ مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن

پیشکش: کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان

فون سیلز 211283، آفس 771، کلینک 606

خبریں

ربوہ : 22- جون-1994ء
شدید گرمی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔
درجہ حرارت کم از کم 31 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 47 درجے سنٹی گریڈ

○ ملک بھر میں اور آزاد کشمیر میں یوم عاشورہ محرم الحرام عقیدت و احترام سے پرامن طور پر منایا گیا۔ مختلف شہروں میں شدید گرمی کے باوجود ماتمی جلوس نکالے گئے جو اپنے مقررہ راستوں سے گزر کر اختتام پذیر ہوئے۔ حکام نے امن وامان کے مسئلے پر قابو پانے کے لئے غیر معمولی انتظامات کر رکھے تھے۔ پولیس کے علاوہ فوجی بھی کئی جگہ تعینات تھے۔ بعض شہروں میں جزوی کرفیو بھی لگایا گیا تھا۔

○ ایران کے شہر مشہد میں امام بارگاہ میں مجلس عزا کے دوران مجلس کے مردانہ حصہ میں بم پھینک دیا گیا۔ جس سے ۷۰۔ افراد جاں بحق ہو گئے جبکہ ۱۱۴۔ زخمی ہوئے۔ ایران حکام نے حملے کا ذمہ دار عراق میں ایرانی حکومت کے مخالف گروپ "مجاہدین خلق" کو قرار دیا ہے۔

○ بوریوالہ کے نواحی گاؤں ۴۸۷ ای بی میں یوم عاشورہ سے ایک دن قبل موٹر سائیکلوں پر سوار دو نقاب پوشوں نے دستی بموں سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں ایک سات سالہ بچہ ہلاک اور ۱۳۔ افراد زخمی ہو گئے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں نے مسجد نذر آتش کر دی۔ مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اور کشتواڑ کی سڑکوں پر نکل آئے۔ بانڈی پورہ میں بھی احتجاجی جلوس نکالا گیا۔

○ وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے سندھ کے مقام ہالہ کے قریب روہڑی کینال میں پڑنے والے شگاف سے متاثرہ افراد کی فوری مدد کا حکم دے دیا ہے۔ متاثرین کو طبی امداد فراہم کرنے کے لئے مراکز قائم کر دیئے گئے ہیں۔ پانی میں گھرے ہوئے افراد کو نکالنے کے لئے فوج نے مقامی افراد کی مدد کی۔ یہ شگاف ۲۰۰ فٹ چوڑا ہے اس سے حیدر آباد اور سانگھڑ کے علاقوں کی سینکڑوں ایکڑ اراضی زیر آب آگئی ہے۔ متعدد دیہات کے افراد پانی میں گھر گئے ہیں۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ متاثرین کو معاوضہ دیا جائے گا۔ بعض رپورٹوں کے مطابق یہ شگاف محکمہ آبپاشی کی غفلت سے پیدا ہوا ہے۔

○ شمالی یمن اور جنوبی یمن میں لڑائی کے دوران شمالی یمن نے عدن پر دو میزائل پھینکے ایک کو جنوبی یمن کے دفاعی نظام نے ناکارہ بنا دیا جبکہ دوسرا سمندر میں جاگرا۔ عدن پر حملوں سے جمعرات کے بعد سے ۸۲۔ افراد ہلاک اور ۲۵۰ زخمی ہو چکے ہیں۔

○ بوسنیا ہرزی گووینا میں جنگ بندی خطرات کا شکار ہو گئی ہے۔ جنگ بندی ۱۰۔ جون کو جمعہ کے دن شروع ہوئی تھی۔ وقفے وقفے سے جھڑپوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

○ اسرائیل کے جنگی طیاروں نے جنوبی لبنان میں حزب اللہ کے ٹھکانوں پر فضائی حملے کئے۔ حزب اللہ ایران نواز چھاپہ مار تنظیم ہے۔ جواباً حزب اللہ نے غیر فوجی علاقے میں حملے کئے۔

○ سابق نگران وزیر اعظم مسٹر معین قریشی نے کہا ہے کہ پاکستان میں مارشل لاء کا امکان نہیں۔ جمہوریت لانے والے اس کا بیڑہ غرق نہیں کریں گے تاہم ایوان کے اندر سے تبدیلی آسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ پر بھروسے کی وجہ سے پاکستان کا دفاع کمزور ہو گیا ہے۔ فوج کا ہر وقت اور ہر جگہ استعمال مناسب نہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیلز ٹیکس پر احتجاج کرنے والے تاجر صرف دس فیصد ٹیکس دیتے ہیں وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں۔

○ ایک اخبار نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۴۔ جون کی رات نواز شریف کی گرفتاری کا فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ ۱۵۔ جون کو انہوں نے ڈیرہ غازی خان جانا تھا۔ لیکن وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس فیصلے کے حق میں نہ تھے۔ وٹو نے وعدہ کیا کہ وہ چند روز تک نواز شریف کے متعدد ساتھیوں کی حمایت حاصل کرلیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب کی درخواست پر ۳۵۔ ایڈیٹروں اور صحافیوں نے صدر لغاری کی زمینوں کا دورہ کیا۔ کمشنر نے بتایا کہ صدر نے درست طور پر زمین فروخت کی۔ نواز شریف نے صدر کی جو اراضی دکھائی وہ فروخت ہی نہیں کی گئی۔ نواز شریف نے جعلی طور پر بنجر اراضی دکھادی۔

○ وفاقی اینٹی کرپشن کمیٹی کے چیئرمین ملک محمد قاسم نے کہا ہے کہ وہ وزارت خزانہ کو ایسے لوگوں کی فہرست بھجوا رہے ہیں جو ان کے خیال میں نادہند ہیں۔ ان میں نواز شریف، شہباز شریف اور عباس شریف شامل ہیں یہ تینوں انتخابات لڑنے کے اہل نہیں ہیں۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ میں صحافیوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے صدر کی اراضی کے بارے میں حقائق کی نشاندہی کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ محرم کے موقع پر بھی علماء اور اخبارات نے ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔

○ سابق وزیر خزانہ مسٹر سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ آئی ایس آئی کی رقم مہران بینک میں جمع کرانے کا وزارت خارجہ کو علم نہیں تھا۔ یونس حبیب نے جنرل جاوید ناصر کو اسی رقم پر زیادہ منافع دینے کی پیشکش کی تھی۔

○ قیامت خیز گرمی نے مزید ۴۸۔ جانیں نگل لیں۔ سندھ میں ۱۴، سرگودھا میں ۱۰، کمالیہ میں ۸، میانوالی میں ۶، ساہیوال میں ۴، اوکاڑہ میں ایک اور رینالہ خورد میں ۵۔ افراد کی ہلاکت کی خبر ملی ہے۔ سندھ میں شدید گرمی سے ٹرین کی پٹڑی ٹیڑھی ہو گئی گاڑی پٹڑی سے اترنے سے ۳۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ میانوالی میں درجہ حرارت ۵۲ اور کمالیہ میں ۵۲ء۶ تک پہنچ گیا۔

○ بنگلہ دیش کے ایک اخبار نے دعویٰ کیا ہے کہ بھارت پاکستان پر ایک بڑے حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ بھارت آسام، میزورام، کشمیر اور پنجاب میں آزادی کی تحریکوں کی ذمہ داری پاکستان پر ڈال چکا ہے۔ اس مقصد کے لئے بھارت مشرقی سرحد سے اپنی فوجیں ہٹا کر مغربی سرحد پر تعینات کر رہا ہے۔

○ بھارتی فضائیہ نے کشمیری حریت پسندوں کے ٹھکانوں پر حملے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بھارت فضائیہ نے کہا ہے کہ حریت پسند طیاروں کو مار گرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان حملوں سے الٹا بھارتی فوج کو نقصان ہو گا۔

○ آزاد کشمیر کے وزیر خزانہ نے کہا ہے اگر ہمیں منگلا ڈیم کی رائلٹی مل جائے تو پھر حکومت پاکستان سے کسی مدد کی ضرورت نہیں۔

○ خواتین یونیورسٹی کے قیام کا حتمی فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ یہ یونیورسٹی لاہور میں بنے گی۔

○ اپوزیشن کے مسٹر راجہ ظفرالحق نے کہا ہے کہ صدر کے خلاف مواخذہ کی قرارداد پیش کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

○ اپوزیشن کے سربراہ مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ صدر لغاری کو ایوان صدر میں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں وہ استعفیٰ دے دیں۔ صدر لغاری نے وزیر خزانہ کے طور پر یونس حبیب کو مدد دینے کا اعتراف کر کے اپوزیشن کے دعووں کی تائید کر دی ہے۔ بے نظیر حکومت کا یہی کام ہے پہلے اعتراف پھر تردید کرتے ہیں۔

SLEEPLESSNESS TAB
بفضلِ خدا پرسکون نیند اور اعصابی تھکان اور پٹھوں کی درد کیلئے مفید ٹانک

COLIC REMEDY
پیٹ درد۔ گردہ کی درد اور ایام کی درد کیلئے بفضلِ خدا بیحد مفید۔ گھر پر ضرور رکھیں۔

بھٹی ہومیوپیتھک کلینک
دارالیمن وسطی صبح ۷½ تا ۹½ بجے
رحمت بازار صبح ۹½ تا ۱۲½ بجے
شام ۶ تا ۹

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
ھوالشافی
دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
پُرامید واحد علاجگاہ

دواخانہ حکیم نظامِ جان
اقصیٰ چوک ربوہ
فون: 212358

ربوہ میں ہر ماہ کی 5 6 7 تاریخ کو
کراچی میں ہر ماہ کی 12 13 14 15 تاریخ کو
ملتان میں ہر ماہ کی 25 26 27 28 تاریخ کو

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
پوسٹ بکس 222 چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
☎ 218527